To view the Arabic text, you need to have the Traditional Arabic font on your computer.

قرآنی آیات کو بہتر طورپر دیکھنے کے لئے آپ کو عربیک ٹریڈیشنل فونٹ کو ڈاؤن لوڈ کرنا ضروری ہوگا۔

اصلیتِ قرآن

Urdu
Oct.19.2005
www.muhammadanism.org

Asliyat-i-Koran

An Examination into the Claims of the Koran.

By
Allama Athim Abdullah

نسخہ مسمی بہ

راقم مسیحی

علامہ عبداللہ ہاتھم

بمطبع لودیانہ مشن باہتمام پادری ویری صاحب

چھاپی گئی
1873

اصلیتِ دعویٰ قرآن[1]

دفعہ۱۔اصل اصل دعویٰ قرآن امورذیل کا ہے۔ یعنی اوّل یہ کہ قرآن ہی اخیریعنی اصح شرح کتب انبیاء سلف کی ہے۔ دوم ۔ یہ کہ اسی قرآن میں سب سے زیادہ صحیح طریقہ متابعت مسیح عیسیٰ کا بیان ہوا ہے۔ سیوم۔ یہ کہ جدید مطلق کوئی تعلیم قرآن میں نہیں ہے۔ چنانچہ ثبوت امور تذکرہ بالا کاآیات دفعہ ۲ میں درج کیا جاتا ہے اوربرخلاف اس ثبوت کے ایک لفظ تک سارے قرآن میں نہیں اگرہو تو مخالف پیش کرے۔ نبی اوررسول بمعنی شارح کے بھی ہوسکتے ہیں اسلئے کہ نبی اوررسول شارح کلام الہیٰ کے بھی ہوتے ہیں اورشارح کلام الہیٰ بھی ایک نوع کی نبوت اورسالت کرتے ہیں۔ پس خاتم المرسلین یانبین بمعنی خاتم الشارحین بھی صحیح ہوسکتا ہے۔

دفعہ ۳۔ ضمن اوّل سورہ البقرہ میں لکھا ہے کہ قُولُواْ آمَنَّا بِاللّهِ وَمَآ أُنزِلَ إِلَيْنَا وَمَا أُنزِلَ إِلَى إِبْرَاهِيمَ وَإِسْمَاعِيلَ وَإِسْحَقَ وَيَعْقُوبَ وَالأَسْبَاطِ وَمَا أُوتِيَ مُوسَى وَعِيسَى وَمَا أُوتِيَ النَّبِيُّونَ مِن رَّبِّهِمْ لاَ نُفَرِّقُ بَيْنَ أَحَدٍ مِّنْهُمْ وَنَحْنُ لَهُ مُسْلِمُونَ یعنی کہو ہم نے یقین کیا اللہ کو اورجو اتارا ہم پر اورجو اترا ابراہیم اوراسماعیل اور اسحاق اور یعقوب اوراُس کی اولاد پر اور جو موسیٰ کو اورعیسیٰ کو اورجو ملا سب نبیوں کو اپنے رب سے ہم فرق نہیں کرتے ایک میں اُن سب سے اورہم اسکے حکم پر ہیں۔(سورہ بقرہ آیت ۱۳٦)۔

اس آیت سے پہلے یہ الفاظ بھی قُلْ بَلْ مِلَّةَ إِبْرَاهِيمَ حَنِيفًا وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِينَ یعنی تو کہہ بلکہ ہم نے پکڑی راہ ابراہیم کی جوایک طرف کا تھا اورنہ تھا شریک والوں میں۔ سورہ انبیاء میں بعد تذکرہ انبیا کے لکھا ہے کہ إِنَّ هَذِهِ أُمَّتُكُمْ أُمَّةً وَاحِدَةً یعنی یہ لوگ ہیں تمہارے دین کے سب ایک دین پر(سورہ انبیاء آیت ۹٦)۔

[1] راقم نے بغورتمام ساراقرآن مکرمہ اسی نیت سے پڑھا کہ اصلیت دعویٰ قرآن معلوم کیا جائے اوراُن آیات کوبھی دیکھا جن کو شیعہ لوگ سوائے قرآن مروجہ کے بتاتے ہیں مگرنیتجہ متذکرہ بالا ہی نکلا پس یا توقرآن ایک دوست مسیحیان بقالب مخالفان کے ہے دیا مخالف بقالب دوستان۔ راقم یہی چاہتا ہے کہ دوست ہی ہے اورنہ دشمن۔ راقم کا یہ دعویٰ نہیں کہ قرآن میں برخلاف نقل باعقل کچھ نہیں بلکہ یہاں صرف اصلیت دعویٰ پر بحث ہے اورنہ نقص دعویٰ پر۔

سورہ حم سجدہ ہ میں لکھا ہے کہ مَا يُقَالُ لَكَ إِلَّا مَا قَدْ قِيلَ لِلرُّسُلِ مِن قَبْلِكَیعنی تجھ سے ہم وہی کہتےہیں جو کہہ دیا ہے سب رسولوں سے تجھ سے پہلے۔(سورہ حم سجدہ آیت ۴۶)۔

سورہ شعراء میں لکھا ہے کہ وَإِنَّهُ لَتَنزِيلُ رَبِّ الْعَالَمِينَ عَلَى قَلْبِكَ لِتَكُونَ مِنَ الْمُنذِرِينَ بِلِسَانٍ عَرَبِيٍّ مُّبِينٍ وَإِنَّهُ لَفِي زُبُرِ الْأَوَّلِينَ أَوَلَمْ يَكُن لَّهُمْ آيَةً أَن يَعْلَمَهُ عُلَمَاء بَنِي إِسْرَائِيلَ یعنی اوریہ قرآن ہے اتارا جہان کے صاحب کالے اترا ہے اسکو فرشتہ معتبر تیرے دل پر کہ توڈرسانے والا اورکھلی زبان عربی سے۔اوریہ لکھا ہے پہلوں کی کتابوں میں کیا ان کو نشان نہیں ہوچکے یہ کہ اُس کی خبر رکھتے ہیں پڑھے لوگ بنی اسرائیل کے (سورہ الشعرا آیت ۱۹۲سے ۱۹۷تک)۔[۲]

سورہ مائدہ میں ہے کہ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ قَدْ جَاءكُمْ رَسُولُنَا يُبَيِّنُ لَكُمْ كَثِيرًا مِّمَّا كُنتُمْ تُخْفُونَ مِنَ الْكِتَابِ وَيَعْفُو عَن كَثِيرٍیعنی اے کتاب والوآیا ہے تم پاس رسول ہمارا کھولتا تم پر بہت چیزیں جو تم چھپاتے تھے کتاب کی اور درگذرکرتا ہے بہت چیز سے (سورہ مائدہ آیت ۱۵)۔ سورہ بقرہ میں ہے کہ إِنَّ الَّذِينَ آمَنُواْ وَالَّذِينَ هَادُواْ وَالنَّصَارَى وَالصَّابِئِينَ مَنْ آمَنَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الآخِرِ وَعَمِلَ صَالِحاً فَلَهُمْ أَجْرُهُمْ عِندَ رَبِّهِمْ وَلاَ خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلاَ هُمْ يَحْزَنُونَ یعنی جولوگ مومن ہوئے اوریہودی ہوئے اورنصارے اورصائبین جو کوئی یقین لا یا اللہ پر اورپچھلے دن پر اورکام کیا نیک توان کو ہے اُن کی مزدوری اپنے رب کے پاس اورنہ انکو ڈرہے اورنہ وہ غم کھاویں۔(سورہ بقرہ آیت ۶۲)۔سورہ انعام میں ہے کہ وَالَّذِينَ آتَيْنَاهُمُ الْكِتَابَ يَعْلَمُونَ أَنَّهُ مُنَزَّلٌ مِّن رَّبِّكَ بِالْحَقِّ فَلاَ تَكُونَنَّ مِنَ الْمُمْتَرِينَ یعنی جن کو ہم نے دی ہے کتاب وہ سمجھتے ہیں کہ یہ نازل ہوئی ہے تیرے رب کی طرف سے بتحقیق سوتو مت ہوشك لانے والا ۔ (سورہ انعام آیت ۱۱۴)۔سورہ بقرہ میں لکھا ہے کہ كَانَ النَّاسُ أُمَّةً وَاحِدَةً فَبَعَثَ اللّهُ النَّبِيِّينَ مُبَشِّرِينَ وَمُنذِرِينَ وَأَنزَلَ مَعَهُمُ الْكِتَابَ بِالْحَقِّ لِيَحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ فِيمَا اخْتَلَفُواْ فِيهِ وَمَا اخْتَلَفَ فِيهِ إِلاَّ الَّذِينَ أُوتُوهُ مِن بَعْدِ مَا جَاءتْهُمُ الْبَيِّنَاتُ بَغْيًا بَيْنَهُمْ فَهَدَى اللّهُ الَّذِينَ آمَنُواْ لِمَا اخْتَلَفُواْ فِيهِ مِنَ الْحَقِّ بِإِذْنِهِ وَاللّهُ يَهْدِي مَن يَشَاء یعنیہ ہے لوگوں کا دین ایک پھر بھیجے اللہ نے نبی خوشی اور ڈرسناتے اوراُتاری اُن کے ساتھ کتاب سچی کہ فیصل کرے

[۲] تکرا تعلیمات کا قرآن میں قریب ۲/۳ کے ہے اورخلاصہ اصل ۱/۳ میں قریب ۲/۳ کے کُتُب انبیاء سلف کی تعلیمات ہیں ملوفہ ۔

لوگوں میں جس بات میں جھگڑا کریں اورکتاب میں جگھڑا نہیں ڈالا مگر جن کوملی تھی کتاب بعد پہنچنے حکم صاف کے آپسکی ضد سے۔(سورہ بقرہ آیت ۲۱۳)۔پھر سورہ بقرہ میں ہے کہ وَلاَ تَلْبِسُواْ الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ الخ یعنی کہ مت ملاؤ صحیح میں غلط اورچھپاؤ سچ کو جان کر۔ تم پڑھتے ہو کتاب (سورہ بقرہ آیت ۴۲)۔ سورہ آل عمران میں لکھا ہے کہ قُلْ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ تَعَالَوْاْ إِلَى كَلَمَةٍ سَوَاء یعنی تو کہہ اے کتاب والو ایک سیدھی بات پر ہمارے تمہارے مابین کی کہ بندگی نہ کریں مگراللہ کو اورشریک نہ ٹھہراؤ اس کی کوئی چیزاگر نہ مانیں توشاید رہو کہ ہم حکم کے تابع ہیں۔(سورہ آل عمران آیت ۶۴)۔سورہ نساء میں ہے کہ إِنَّ اللّهَ لاَ يَغْفِرُ أَن يُشْرَكَ بِهِ وَيَغْفِرُ مَا دُونَ ذَلِكَ لِمَن يَشَاء یعنی تحقیق اللہ نہیں بخشتا شریک پکڑنا اوربخشتا ہے اسکے نیچے جس کو چاہے۔(سورہ نساء آیت ۴۸)۔سورہ صافات میں لکھا ہے کہ تم خدا کو صاحبِ اولاد بتلاتے ہو۔فَأْتُوا بِكِتَابِكُمْ إِن كُنتُمْ صَادِقِينَ یعنی لاؤ اپنی کتاب اگر ہوتم سچ(سورہ صافات آیت ۱۵۷)۔سورہ مائدہ میں لکھاہ ے کہ لَّقَدْ كَفَرَ الَّذِينَ قَآلُواْ إِنَّ اللّهَ هُوَ الْمَسِيحُ ابْنُ مَرْيَمَ قُلْ

ایسا ہی ایک موقع پر قرآن میں لکھا ہے کہ مت کہو اللہ ہے تین میں کا ایک) سورہ مائدہ میں لکھا ہے کہ قُلْ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ لَسْتُمْ عَلَى شَيْءٍ حَتَّىَ تُقِيمُواْ التَّوْرَاةَ وَالإِنجِيلَ وَمَا أُنزِلَ إِلَيْكُم مِّن رَّبِّكُمْ یعنی اے کتاب والو تم کچھ راہ پر نہیں جب تک نہ قائم کرو تورات اورانجیل اورجوتم کو اترا تمہارے رب سے(۔سورہ مائدہ ۶۸)سورہ مومنون میں نوح سے شروع کرکر مسیح تک لکھا ہے کہ وَإِنَّ هَذِهِ أُمَّتُكُمْ أُمَّةً وَاحِدَةً یعنی یہ لوگ تمہارے دین کے سب ایک دن پر ہیں۔(سورہ المومنون آیت ۵۲)سورہ مومنون میں لکھا ہے کہ أَفَلَمْ يَدَّبَّرُوا الْقَوْلَ أَمْ جَاءهُم مَّا لَمْ يَأْتِ آبَاءهُمُ الْأَوَّلِينأَمْ لَمْ يَعْرِفُوا رَسُولَهُمْ فَهُمْ لَهُ مُنكِرُونَ یعنی سوکیا سوچتے نہیں یہ بات آیا ہے اُن کے پاس پیغام لانے والا جو اُس کو اوپر سمجھتے ہیں۔(سورہ المومنون آیت ۶۸)۔

سورہ احقاف کی آیت ۹ میں ہے کہ قُلْ مَا كُنتُ بِدْعًا مِّنْ الرُّسُلِ یعنی تو کہہ میں کچھ نیا رسول نہیں آیا (یعنی وجود گونیا ہے مگر تعلیم نئی نہیں)سورہ آل عمران کی آیت ۷۸ میں لکھا ہے کہ وَإِنَّ مِنْهُمْ لَفَرِيقًا يَلْوُونَ أَلْسِنَتَهُم بِالْكِتَابِ لِتَحْسَبُوهُ مِنَ الْكِتَابِ وَمَا هُوَ مِنَ الْكِتَابِ وَيَقُولُونَ هُوَ مِنْ عِندِ اللّهِ وَمَا هُوَ مِنْ عِندِ اللّهِ وَيَقُولُونَ عَلَى اللّهِ الْكَذِبَ وَهُمْ يَعْلَمُونَ یعنی اوران میں

ایک لوگ ہیں کہ زبان مروڑکر پڑھتے ہیں کتاب کو تم جانووہ کتاب میں ہے اوروہ نہیں کتاب میں اور کہتے ہیں وہ اللہ کا کہا ہے اوروہ نہیں اللہ کا کہا۔ پھرآگے چل اسی سورہ کی آیت ۱۱۳ میں ہے کہ لَيْسُواْ سَوَاء مِّنْ أَهْلِ الْكِتَابِ الخ یعنی سب برابر نہیں اہل کتاب میں ایک فرقہ ہے سیدھی راہ پر۔ سورہ توبہ کی آیت ۲۹ میں لکھا ہے کہ قَاتِلُواْ الَّذِينَ لاَ يُؤْمِنُونَ بِاللّهِ وَلاَ بِالْيَوْمِ الآخِرِ وَلاَ يُحَرِّمُونَ مَا حَرَّمَ اللّهُ وَرَسُولُهُ وَلاَ يَدِينُونَ دِينَ الْحَقِّ مِنَ الَّذِينَ أُوتُواْ الْكِتَابَ حَتَّى يُعْطُواْ الْجِزْيَةَ عَن يَدٍ وَهُمْ صَاغِرُونَ یعنی قتل کرواُن کو جو یقین نہیں کرتے اوراللہ پر اورپچھلے دن پر جواہل کتاب ہیں جبتکہ دیویں جزیہ سب ایک ہاتھ سے اور وہ بیقدرہوں۔ سواہل کتاب کے صرف کلام سن لینے تک مہلت ہے کہ یا مانیں یا مریں جبکہ اسی سورہ کی آیت ۹میں ہےوَإِنْ أَحَدٌ مِّنَ الْمُشْرِكِينَ اسْتَجَارَكَ فَأَجِرْهُ حَتَّى يَسْمَعَ كَلاَمَ اللّهِ یعنی اگر کوئی شرک والا تجھ سے پناہ مانگے تواس کو پناہ دے کلام اللہ کے سن لینے تک اورسورہ بقرہ کی آیت ۱۹۳میں ہے کہ وَقَاتِلُوهُمْ حَتَّى لاَ تَكُونَ فِتْنَةٌ وَيَكُونَ الدِّينُ لِلّهِ اورمقابلہ کرواُن سے جب تکہ نہ رہے فساد اورحکم رہے اللہ کا پھر اگروہ بازآویں تو زیادتی نہیں مگر بے انصاف پر۔ سورہ انفال میں بھی ایسی ہی ایک آیت ہے جس میں لفظ ویکون الدین کلمہ اللہ کا ہے۔ مگراہل کتاب پر اگرقرآن کی بات نہ مانیں قتل کا تشدد نہیں بجز جزیہ وذلت کے) سورہ مائدہ کی آیت ۸۲ میں لکھا ہے لَتَجِدَنَّ أَشَدَّ النَّاسِ عَدَاوَةً لِّلَّذِينَ آمَنُواْ الْيَهُودَ وَالَّذِينَ أَشْرَكُواْ وَلَتَجِدَنَّ أَقْرَبَهُمْ مَّوَدَّةً لِّلَّذِينَ آمَنُواْ الَّذِينَ قَالُوَاْ إِنَّا نَصَارَى ذَلِكَ بِأَنَّ مِنْهُمْ قِسِّيسِينَ وَرُهْبَانًا وَأَنَّهُمْ لاَ يَسْتَكْبِرُونَ یعنی تو پائیگا سب لوگوں میں زیادہ دشمنی مسلمانوں سے یہوداورمشرکوں کی اورتو پائے گا سب کے نزدیک محبت میں مسلمانوں کی جو لوگ کہتے ہیں کہ ہم نصاریٰ ہیں اسلئے کہ اُن میں عالم ہیں اور درویش اوریہ کہ وہ تکبر نہیں کرتے۔ سورہ آل عمران کی آیت ۵۵ میں لکھا ہے إِذْ قَالَ اللّهُ يَا عِيسَى إِنِّي مُتَوَفِّيكَ وَرَافِعُكَ إِلَيَّ وَمُطَهِّرُكَ مِنَ الَّذِينَ كَفَرُواْ وَجَاعِلُ الَّذِينَ اتَّبَعُوكَ فَوْقَ الَّذِينَ كَفَرُواْ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ یعنی جس وقت کہا اللہ نے اے عیسیٰ میں تجھے وفات دونگا اوراٹھالونگا اپنی طرف اورپاک کردونگا کافروں سے اوررکھونگا تیرے تابعداُن کو اوپر منکروں سے قیامت کے دن تک[۳]۔

---

[۳] سورہ بقرہ میں لکھا ہے کہ ولاتقولوالمن یقتل فی سبیل اللہ اموات الخ یعنی اورنہ کہو جوکوئی مارا جائے اللہ کی راہ میں کہ مردے ہیں بلکہ وہ زندہ ہیں لیکن تم کو خبرنہیں

ضمن دوم۔ سورہ انعام کی آیت ۱۵۵ اور۱۵۶ میں لکھا
ہے کہ وَهَـذَا كِتَابٌ أَنزَلْنَاهُ مُبَارَكٌ فَاتَّبِعُوهُ وَاتَّقُواْ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ
أَن تَقُولُواْ إِنَّمَا أُنزِلَ الْكِتَابُ عَلَى طَآئِفَتَيْنِ مِن قَبْلِنَا وَإِن كُنَّا عَن
دِرَاسَتِهِمْ لَغَافِلِينَ یعنی اوریہ ایک کتاب ہے کہ ہم نے اتاری
برکت کی سواس پر چلوشاید تم پر رحم ہواس واسطے کہ کبھی
کہو کتاب جو اُتری تھی سودوہی فرقوں پر ہم سے پہلے اورہم
کو ان کے پڑھنے پڑھانیکی خبر نہ تھی یا کہو اگرہم پر اُترتی کتاب
توہم راہ چلتے اُن سے بہتر سورہ حم سجدہ کی آیت ۴۴ میں لکھا
ہے کہ وَلَوْ جَعَلْنَاهُ قُرْآنًا أَعْجَمِيًّا لَّقَالُوا لَوْلَا فُصِّلَتْ آيَاتُهُ أَأَعْجَمِيٌّ
وَعَرَبِيٌّ یعنی اگر ہم کرتے اس قرآن کو اوپری زبان کا تو کہتے
اُسکی باتیں کیوں نہ کھولی گئیں اوپری زبان اورعربکا آدمی (یعنی
کیا مناسبت زبان غیر سے عرب کو ہے) سورہ انبیاء کی ۱۰ آیت
میں لکھا ہے کہ لَقَدْ أَنزَلْنَا إِلَيْكُمْ كِتَابًا فِيهِ ذِكْرُكُمْ أَفَلَا
تَعْقِلُونَ یعنی ہم نے اتاری ہے تم کو کتاب کہ اس میں تمہارا نام
ہے کیا تم کو عقل نہیں۔

ضمن سیوم۔ سورہ طه کی آیت ۱۳۳ میں لکھا ہے کہ
وَقَالُوا لَوْلَا يَأْتِينَا بِآيَةٍ مِّن رَّبِّهِ أَوَلَمْ تَأْتِهِم بَيِّنَةُ مَا فِي الصُّحُفِ یعنی
اورلوگ کہتے ہیں کہ کیوں نہیں لے آتا ہم پاس کوئی نشان اپنے
رب سے کیا پہنچ نہیں چکی اُن کو نشانی اگلی کتابوں میں ۔ سورہ
انعام کی آیت ۳۳ میں لکھا ہے کہ وَقَالُواْ لَوْلاَ نُزِّلَ عَلَيْهِ آيَةٌ مِّن
رَّبِّهِ قُلْ إِنَّ اللّهَ قَادِرٌ عَلَى أَن يُنَزِّلٍ آيَةً وَلَـكِنَّ أَكْثَرَهُمْ لاَ يَعْلَمُونَ
یعنی کہتے ہیں کیوں نہیں اُتری اس پر کچھ نشانی اس کے رب
سے تو کہہ اللہ کو قدرت ہے کہ اتارے کچھ نشانی لیکن اُن
بہتوں کو سمجھ نہیں ۔ آگے چل کر اسی سورہ کی آیت ۵۵ میں
ہے کہ قُلْ إِنِّي عَلَى بَيِّنَةٍ مِّن رَّبِّي وَكَذَّبْتُم بِهِ مَا عِندِي مَا
تَسْتَعْجِلُونَ بِهِ إِنِ الْحُكْمُ إِلاَّ لِلّهِ يَقُصُّ الْحَقَّ وَهُوَ خَيْرُ الْفَاصِلِينَ
یعنی میرے پاس نہیں جس کی شتابی کرتے ہو حکم کسی نہیں
سو اللہ کے اگرمیرے پاس ہوجسکی تم شتابی کرتے ہو تو
فیصل ہوچکے کام میرے تمہارے بیچ اوراللہ کو خوب معلوم
ہیں بے انصاف اوراُس کے پاس کنجیاں ہیں غیب کی پھر آگے
چل کر اسی سورہ کی آیت ۱۰۹اور۱۱۰ میں لکھا ہے کہ وَأَقْسَمُواْ

۔اگریہ آیت اُس کے ساتھ پڑھی جائے جس میں لکھا ہے کہ مسیح صلیب دیا گیا نہ مارا
گیا بلکہ ایسا بھرم ہوا تونتیجہ یہ ہواکہ مارا بھی گیا اورصلیب بھی دیا گیا مگر نہ بمعنی کفا
کہ فنا ہوگیا یہ اُس کے باطل بھرم ہی ہیں۔

بِاللّهِ جَهْدَ أَيْمَانِهِمْ لَئِن جَاءتْهُمْ آيَةٌ لَّيُؤْمِنُنَّ بِهَا قُلْ إِنَّمَا الآيَاتُ عِندَ اللّهِ وَمَا يُشْعِرُكُمْ أَنَّهَا إِذَا جَاءتْ لاَ يُؤْمِنُونَ وَنُقَلِّبُ أَفْئِدَتَهُمْ وَأَبْصَارَهُمْ كَمَا لَمْ يُؤْمِنُواْ بِهِ أَوَّلَ مَرَّةٍ وَنَذَرُهُمْ فِي طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُونَ یعنی قسمیں کھاتے ہیں اللہ کی تاکید سے کہ اگر ان کو ایک نشانی پہنچی البتہ اس کومانیں توکہہ نشانیاں تواللہ کے پاس ہیں اورتم مسلمان کیا خبر رکھتے ہو کہ جب وہ آئینگے تو یہ مانینگے (یعنی ہرگز نہیں) اورہم الٹ دینگے اُن کے دل اورآنکھیں جب سے منکر ہوئے ہیں اُس سے پہلی بار(یعنی برمانے سلف) سورہ رعد کی آیت ۷میں لکھاہے کہ وَيَقُولُ الَّذِينَ كَفَرُواْ لَوْلآ أُنزِلَ عَلَيْهِ آيَةٌ مِّن رَّبِّهِ إِنَّمَا أَنتَ مُنذِرٌ وَلِكُلِّ قَوْمٍ هَادٍ یعنی کہتے ہیں کہ منکرکیوں نہ اُتری اس پر کوئی نشانی توڈرسنانے والا ہے اورہر قوم کو ہواور راہ بتانے والا آگے چل کر اسی سورہ کی آیت ۳۱میں لکھا ہے کہ وَلَوْ أَنَّ قُرْآنًا سُيِّرَتْ بِهِ الْجِبَالُ یعنی اوراگر کوئی قرآن ہواہو تاکہ چلے اس سے پہاڑیاٹکڑے ہوئے زمین یا بولیں مردے بلکہ اللہ کے ہاتھ میں سب کام سوکیا خاطر جمع نہیں ایمان والوں کو اس پر کہ اگرچاہے اللہ راہ پر لائے سب لوگ ۔ سورہ بنی اسرائیل کی آیت ۵۹میں لکھاہے کہ وَمَا مَنَعَنَا أَن نُّرْسِلَ بِالآيَاتِ إِلاَّ أَن كَذَّبَ بِهَا الأَوَّلُونَ یعنی ہم نے اس سے موقوف کئے یہ نشان بھیجنے کہ اگلوں نے اُن کو جھٹلایا ۔سورہ یونس آیت ۳۷میں لکھا ہےکہ وَمَا كَانَ هَـذَا الْقُرْآنُ أَن يُفْتَرَى مِن دُونِ اللّهِ وَلَـكِن تَصْدِيقَ الَّذِي بَيْنَ يَدَيْهِ یعنی وہ نہیں یہ قرآن کہ کوئی بنالے اللہ کے سوا ولیکن سچا کرتاہے جواُن کے ہاتھ میں ہے اوربیان کتاب کو۔

دفعہ ۳۔ خلاصہ ضمن اول دفعہ کاظاہر ہے کہ یعنی یہ کہ جب اہل کتاب یعنی یہود اورنصاریٰ محمد صاحب سے بحث پیش کرتے تھے کہ قرآن کے الہام کی حاجت کونسی ہے اورثبوت اسکی الہام ہونے کاکیا ہے توجواب قرآن کا یہ تھا کہ حاجت اسکی یہ ہے کہ تم جو بعض باتیں تورات وانجیل وصحف انبیاء کو چھپاتے ہو اور غلط معانی ظاہر کرتے چنانچہ تمہاری خاص خطایہ ہے کہ تم مسیح کوابن اللہ کہتے ہو اورتوحید کو چھوڑکر تثلیث فی التوحید ذات باری میں مانتے جونامعاف شدنی شرک ہی لہذا قرآن نازل ہواہے کہ تمہاری کھوٹ کو ظاہر کردے اوراصلیت کلام انبیاء سلف کوکھولدے اوریہ کہ کلام اللہ جوکتب انبیاءسلف میں ہے سوتو محفوظ ہے مگرتم اپنی غلط شرحات کوکلام اللہ کہتے

ہو سوئم لاؤ کتاب بمقابلہ اپنے کلام کے۔۔۔ ہنوز تم میں ایک فرقہ ہے سیدھی راہ پر وہی سچا تابعدار مسیح کا ہے اورمیں بھی سچا پیرومسیح کا ہوں اورسچا تابعدار مسیح کا ہے وہی دن قیامت تک منکروں پر غالب رہے گا۔ پس حاجت قرآن کے یہی ہے کہ وہ اصلیت کتب انبیاء سلف کوظاہر کردے اورثبوت اسکے ملہم ہونے کا یہ ہے کہ تم اُس کو کتب سلف سے ملالو پھر جبکہ کوئی تعلیم اس میں برخلاف کتب سلف کے نہیں توجس دلیل سے اُن کتابوں مانتے ہو اُسی سے اس کو بھی مان لو ورنہ کوئی تعلیم جدید قرآن میں دکھلاؤ توجدید دلیل طلب کرو[۴]۔

ضمن دوم دفعہ ۲ کا خلاصہ یہ ہے کہ جب سوا اہل کتاب کے محمد صاحب سے بحث کو پیش ہوتے تھے کہ قرآن کیا ہے جو اس کومانیں توجواب یہ تھاکہ یہ وہ پاک تعلیم کتب انبیاء سلف کی ہیں کہ جن کے موافق تمہارے دیوی دیوتے اورمعلم کچھ نہیں بتاسکتے اگرتم کو شختی ہو تو لاؤ ایک ایسی سورت سوامدد اللہ کے اورتم ہر اگر ایسا نہ کرسکو اورپھر اے اہل عرب تم نادان کیوں ہوتے ہوکیا تم نہیں سوپوچھتے کہ تمہارا اس میں نام ہے کہ بمقابلہ اہل کتاب کے حقیر نہ ہو اورچونکہ تمہاری اپنی ہی زبان میں یہ کتاب ہے توکمال سہولت تمہارے لئے ہیں۔ ضمن سوم دفعہ ۲کا مطلب ہے کہ معجزات مخالف کس بات کے واسطے طلب کرتے ہیں جبکہ کوئی تعلیم قرآن میں ایسی نہیں جو کتب انبیاء سلف میں نہ تھی پس جب جدید تعلیم ہی قرآن میں کوئی نہیں توجدید معجزے کی کونسی حاجت ہے اوراگر معجزات انبیاء سلف کے اُن کی تعلیمات کےلئے مکتفی متصورنہ ہوئے تواور کونسا معجزہ کفایت کرسکتا ہے مگر نادان نہیں سمجھتے محمد صاحب بذریعہ قرآن فرماتے ہیں کہ میں سچا تابعین عیسیٰ سے ہوں جوقیامت تک منکرین پر غالب رہنے والے ہیں اورہر قوم میں اُس کے واعظ ہوئے ہیں۔ تومجھ سے معجزہ کس لئے طلب ہوتا ہے جو ہر واعظ سے نہیں ہوا اورپھر ایمان توعطا

---

[۴] صفت عین ذات ہے جیساکہ بدوں صفات کے ذات نفی مطلق ہے بلکہ صفت دراصل دوسرا نام مظہر ذات ہی کا ہے۔ ذات بدوں تعدد صفات نفی مطلق ہے اورجب تعدد صفات ضروری ہے واسطے وجود ذات کے توتعدد درجات صفات بھی سرار ممکن ہے جیسا کہ روح انسان میں بھی جوروحانی صورت اللہ کی ہے مدرکہ ومحفاظ ومخیلہ

الٰہی ہے تومعجزہ اُسکے واسطے کیا ضرور ہے اورجب ایمان ہے تونجات نہیں باقی لا حاصل[5]۔

دفعہ ۴۔ تشریح دفعہ ۳ میں یہ قاعدہ مدنظر رہا ہے کہ تصنیف کے معانی اول اُسی کےمصنف سے دریافت کرنے چاہئیے اوراگر وہ ساکت ہو توجہاں تک ہوسکے نیک معنی کرنے اور وہ آیت بھی جو سورہ بقرہ کی آیت ۱۰۶میں لکھا ہے کہ مَا نَنسَخْ مِنْ آيَةٍ أَوْ نُنسِهَا نَأْتِ بِخَيْرٍ الخ یعنی جو موقوف کرتے ہیں ہم کوئی آیت یابھلادیتے توپہنچاتے ہیں اُس سےبہتریا اس کے برابر مدنظررہی ہے۔ لیکن ایسی آیات جیسے سورہ آل عمران

[5] ومتفحصہ کا ایک درجہ علمی صفات کاہے کیونکہ یہ صفات صرف تحصیل علم میں مصروف ہیں پھر عقل ومحبت جونتائج پرعمل کرتے ہیں مستقبل وحال کے حاصل کرنے نفع او ردورکرنے عذرکے لئے دوسرا درجہ ہے پھر ارادہ جو مساوئین اورضدین میں ردوقبول کا اختیارپر رکھتاہے تیسرا درجہ ۔ اب یہ ہرسہ درجات روح انسانی ہیں گوایک دوسرے کے بعد ظہورکرتے ہیں تاہم نہ ذات کو تقسیم کرتے ہیں اورنہ زمان ومکان کا فرق رکھتے۔یوں نکشیرفی التوحید عین ممکن ہے مگرمعلوم ہوتاہے کہ تثلیث فی التوحید مسیحیان کسی ناقص قالب میں محمد صاحب کے پیش ہوئی ہے جس کے باعث ٹھوکر ہوئی اوریہ بھی سچ ہے کہ زمانہ محمد صاحب میں غلبہ رومن کیتھولک لوگوں کا تھا جوبائبل کو چھپاکربہت سی روایات زبانی پرعمل کرتے تھے جن پرقرآن کا خیال بندھا معلوم ہوتا ہےملوفہ۔

کی آیت ۷میں لکھا ہے کہ هُوَ الَّذِيَ أَنزَلَ عَلَيْكَ الْكِتَابَ مِنْهُ آيَاتٌ مُّحْكَمَاتٌ الخ یعنی وہی ہے جس نے اتاری تجھ پر کتاب اس میں بعض آیتیں پکی ہیں سو جڑ ہیں کتاب کی اور دوسری ہیں کئی طرف ملتی۔ جس کی کل کوئی نہیں بتلاسکتا ۔ سوائے اللہ کے اورمضبوط علم والوں کی سو کہتے ہیں ہم اُس پر ایمان لائے۔ یا جیسے سورہ حج کی آیت ۵۲میں لکھا ہے کہ وَمَا أَرْسَلْنَا مِن قَبْلِكَ مِن رَّسُولٍ وَلَا نَبِيٍّ إِلَّا إِذَا تَمَنَّى أَلْقَى الشَّيْطَانُ الخ یعنی جورسول بھیجا ہم نے تجھ سے پہلے یا نبی۔ سوجب لگا خیال باندھنے شیطان نے ملادیا اُس کے خیال میں پھر اللہ مٹاتا ہے شیطان کا ملایا پھر پکی کرتا ہے اپنی باتیں مدنظرنہیں رکھی گئی اسلئے کہ جو مطلب بلاتکلف ظاہر ہوتا تھا اُس پر عمل ہوا ہے۔[6]

[6] سورہ بنی اسرائیل میں ہے کہ یعنی وہ تولگے تھے کہ تجھ کو بچلائیں اُس چیز سے جووحی بھیجی ہم نے تیری طرف تامابندہلائے جواس کے سوا اورتب پکڑتے تجھ کو دوست اوراگرہم نہ ٹھہراتے توتولگ ہی جاتا جھکنے اُن کی طرف تھوڑا سا ۔ اس آیت سے معلوم ہوتاہے کہ محمد صاحب کے دل پرکسی مشرک کی دلیل اثر کرگئی تھی مگرپھر سنبھل گئے سورہ حج میں جولکھا ہے کہ نبیوں کے خیال میں بھی کبھی شیطان کچھ ملادیتا ہے اس کے جھکاؤ پر اشارہ ہوگا ۔شرحات محمد بان تعصبی ہیں اُن سے کچھ کام نہیں الفاظ سے کام ہے ملوفہ

دفعه ۵۔ جو صاحبان فرمادیا کرتے ہیں کہ قرآن فصاحت وبلاغت میں خودایک معجزہ ہے لہذا تحدی اس پر کی گئی ہے کہ جوشک میں ہو اس کے الہامی ہونے سے لائےاُس کی مانند کوئی سورت مہربانی کرکے کہیں ایک لفظ تک بھی فصاحت وبلاغت کے دعویٰ کا قرآن میں دکھلاویں۔ اورپھر اگریہ معجزہ ہی تھا توجب مخالف طلبگار معجزیکے ہوتے تھے توکیا اُس کا حوالہ دینا کافی نہ تھا یہ کہنا کیا ضرورت تھا معجزات اسلئے موقوف ہوگئے کہ زمانہ انبیاء سلف میں جھٹلائے گئے تھے اورکہ نجات معجزے پر موقوف نہیں۔اور پھر سوال ہے کہ فصاحت وبلاغت قرآنی ایجاد مطلق ہوکر بے نظیر ہے یابدین جہت کے سارے ہی کلام اس کے ایسے ہی ہیں۔جیسی فصح وابلغ وبلغا عرب کے تھے درصورت اول اگر فصاحت بلاغت اسکی ایجاد مطلق ہے تو وہ سہولت اس میں نہ رہی جو سورہ حم سجدہ میں وعدہ کی گئی ہے۔ یعنی قرآن عربی میں اس لئے نازل ہوا ہے کہ اہل عرب کے واسطے آسانی ہو کیونکہ ایجاد مطلق ویسا ہی تعلیم کا محتاج ہے جیسے ایک غیر یا نئی زبان ہو درصورت دوم جو افصح وبلع عربوں کے ہے وہی خود اس کی نظیر ہیں تو وہ بے نظیر کیونکر ٹھہرائے اگرچہ یہ کہا جائے کہ اُمی محض ہونا بھی ثبوت طلب امر ہے سورہ عنکبوت میں جو لکھا ہے کہ یعنی اورتونہ پڑھتا تھا اس سے پہلے کوئی کتاب اورنہ لکھتا تھا اپنے دہنے ہاتھ سے توالبتہ شک کھاتے یہ جھوٹے اُسے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ مابعد اس کے اُس نے لکھنا پڑھنا نہیں سیکھ لیا تھا اورصرف حروف کا سیکھ لیتا ایسی تیز ہوش اورعالیٰ خاندان کو کونسی بُری بات تھی کہ جس کالہجہ وفصاحت ذاتی خاندان تھا اورقواعد خو جس کی زبان پر مبنی ہوئی اورنہ یہ کہ قواعد پہلے تھی جس پر اس کو گفتگو سیکھنی تھی احوال نبوت نبی عرب کے باب میں کتب معتبر اہل اسلام میں لکھا ہے کہ ۶ ہجری میں جب بمقام حدیبیہ مابین اہل مکہ اور محمد صاحب کے عہدنامہ لکھا گیا تو سہل نامی قریش نے لفظ رسول اللہ پر تکرارکرکے کہا کہ رسول اللہ نہیں بلکہ محمد بن عبداللہ لکھوعلی نےنہ مانا مگرمحمد صاحب نے بتقاضہ مصلحت وقت خود الفاظ رسول اللہ کے کاٹکے بجائے اُنکے محمد بن عبداللہ لکھ دیایہاں سے ظاہری ہے کہ محمد صاحب ہمیشہ اُمی محض نہ رہے تھے۔

سورہ جمعہ میں جو لکھا ہے کہ جس نے اٹھایا یا انہیں میں ایک رسول انہیں میں کا ۔ اس آیت کے ساتھ وہ آیات بھی پڑھنی چاہیں یعنی سورہ آل عمران میں لکھا ہے کہ یعنی کہہ دے کتاب والوں کو اورامیہ نکو اورسورہ بقرہ میں ہے کہ یعنی اے یمان والوجس وقت معاملہ کرواُدھارکا کسی وعدہ مقررہ تک تواسکو لکھو اورچاہیے کہ لکھدے درمیان ہوکر کوئی لکھنے والا انصاف سے یہاں سے ظاہر ہے کہ سوائے اہل کتاب کے سب اُمی کہلاتے تھے ورنہ عرب جن کے واسطے قرآن محض تھا اُمی محض نہ تھے بلکہ لکھ پڑھ جانتے تھے اورانصاف تویہ ہے کہ قرآن میں بے نظیر مطلق کوئی بات بھی نہیں اورقرآن کوایجادیت سے مطلق سے محض انکارچنانچہ دفعہ ۲، ۳ میں دکھلایا گیا ہے مگر حامیان بیجا کا وہی حال ہے کہ مدعی سست اورگواہ چست۔

دفعہ ۶۔ دانائی کی پیشین گوئیاں اوراظہاریقین کی مباہلی اوردلدار کے وعدے ہر پیشوا کا دنیاوی کا لازمہ ہے لہذا مجموعہ قرآن میں بھی یہی مترصد مگریہ الہام عقلی ہے اور نہ خدائی ۔ سورہ آل عمران میں لکھا ہے کہ اللہ تو سچ کر اپنا وعدہ جب تم لگے اُن کو کاٹنے اُس کے اذن سے جب تک کہ تم نے نامردیکی اورکام میں جھگڑا ڈالا اوربحکیمی کے بعد اس کے کہ تم کو دکھا چکا تمہاری خوش کی چیز کوئی تمیں چاہتا تھا دنیا اورکوئی آخرت پھر تم کو الٹ دیا ان پر سے اس واسطے کہ تم کو آزمائے اوروہ تم کو معاف کرچکا۔یہاں سے ظاہر ہے کہ وعدہ کی کشش کے ساتھ شرط کی کشش بھی ہونے والی تھی جس کو اکثر نہیں سمجھتے ۔ایسا ہی سورہ آل عمران میں ہے کہ یعنی توکہ آؤ بلاویں ہم اپنے بیٹے اورتمہارے بیٹے اوراپنی عورتیں اورتمہاری عورتیں اوراپنی جان اورتمہاری جان پھر دعا کریں اورلعنت ڈالیں اللہ کی جھوٹوں پر۔ مگرسورہ ہود میں یوں بھی لکھا ہے کہ یعنی اگرہم دیر لگائیں اُن سے عذاب کو ایک مدت گننے تک تو کہنے لگیں کہ کیا روک رہا اُس کو سنتا ہے جس دن آئے گا ان پر پھیرا جائے گا اُن سے اورالٹ پڑیگا اُن پر جس پر ٹھٹھا کرتے تم۔ پھر سورہ انفال میں ہے کہ یعنی جب کہنے لگے کہ یا اللہ یہی عین حق ہے تیرے پاس سے تو برسا ہم پتھر آسمان سے یالا ہم پر دکھ کی مار اوراللہ ہرگز عذاب نہ کرتا اُن کو جب تو تھا اُنکے درمیان اوراللہ نہ عذاب کرے گا اُن کو

جب تک بخشواتے رہیں۔ یہاں سے ظاہر ہے کہ جاہلی قرآنی بطورقسم یقین دلانے کیلئے نہ تھی اورنہ حدآزمائش کی جیسا کہ غلط اشارحان نے اُن کو معجزہ بنالیا ہے۔

دفعہ ۷۔ سورہ روم میں لکھا ہے کہ غُلِبَتِ الرُّومُ فِي أَدْنَى الْأَرْضِ وَهُم مِّن بَعْدِ غَلَبِهِمْ سَيَغْلِبُونَ فِي بِضْعِ سِنِينَ یعنی دب گئے ہیں روم لگتے ملک میں اوراب اُس دینے پیچھے غالب ہونگے کئی برس اوراللہ کے ہاتھ میں کام پہلے اورپچھلے اوراُس دن خوش ہونگے مومن یہ خبر بتائید کلمات ہے ۔ جو سورہ آل عمران میں لکھے ہیں کہ میں رکھونگا تابعین عیسیٰ کو غالب منکرین پر دن قیامت تک اسلئے کہ اہل روم نصاریٰ تھے اوروہ مغلوب اہل فارس کے ہوگئے تھے جو آتش پرست تھے۔لہذا واسطے دلاسا ے محمدیوں کےلکھا گیا کہ یہ انقلاب برائے چندے ہے۔ لفظ بضع کے معنی تین سے اوپر اورانوکھے مذراصطلاح ماقبل محمد صاحب یا اُن کے عصر کے نہیں اگر ہیں تو مخالف ثابت کرے کتاب اُسی زمانہ کی سے ورنہ روزثبوت معجزہ کو ذراکم کرے کیونکہ ایسی خبردانائی انسانی کا معجزہ ہے بآسانی ہوسکتی ہے جیساکہ ہدایت ہے۔

دفعہ ۸۔ سورہ قمر میں لکھا ہے کہ یعنی پاس آلگی وہ گھڑی (یعنی قیامت) اورپھٹ گیا چاند اوراگر دکھیں کوئی نشان ٹالدیں اور کہیں یہ جادو ہے چلا آتا اورجھٹلایا اورچلے اپنے چاد پر اورہر کام ٹھہررہا ہے وقت پر۔ ان کلمات سے معجزہ وقوعی ماننا ایک عجیب نادانی ہے اول اس لئے کہ فعل کا فاعل ان میں کوئی نہیں بیان ہواجس کی طرف اس کو رجوع کریں پس اگر اس کو امرووقوعی بھی مانا جائے توایک تعجبات سے ہے اورنہ اثبات کے معجزنہ کا جیسا اگرآج آسمان سے بڑا سا پتھر گرپڑے توکسی کا معجزہ نہیں کیونکہ یہ معجزہ کے واسطے پہلے سے دعوی ضرور ہے۔ دوم منشابہات میں صیغہ ماضی واسطے مستقبل کے استعمال کرنا کچھ ناجائز نہیں اسی طرح جبکہ یہ خبر قربت قیامت کا نشان ہے توپیشین گوئی بوجہ ادلی ان کلمات سے نکلتی ہے بہ نسبت واقع کے کیونکر قیامت کے نشان قرآن میں اورہے متعلق اجرام آسماوی کےلکھے ہیں جنکی حاجت بیان کی نہیں۔ سوم اگرشق قمر کو معجزہ نامانا جائے توسورہ بنی اسرائیل میں جو لکھا ہے کہ اُن نشانوں کے ساتھ بھیجنا اس لئے موقوف کیا گیا کہ اگلوں نے اُن

کوجھٹلایا یعنی جونشان رسالت پہلے انبیاء کو دئیے گئے تھے جب
وہ جھٹلائے گئے تو اور کوئی معجزہ نہیں جو جھٹلایا نہ جائے
لہذا معجزے موقوف کئے گئے ہیں بس یہ تفسیر واقع کی اس
آیت کے برخلاف ہے لہذا ان کلمات کے معنی صریح یہ ہی
نکہ لوگ بطور تعجب قیامت کے آنکے کی طرف دھیان لگادیں
چہارم سوانح الحرمین اورتواریخ فرشتہ جو کلکی کتابیں اُن کا
حوالہ کام کا نہیں اگرمحمدی دے سکتے ہیں تو واقع ہونے کا شق
قمر کاحوالہ کسی ہمعصر چیز کی کتاب سے دین خواہ وہ کسی
قالب میں بیان ہوا ہو جیسا یوسع بن نون کے سورج کھڑا
کرنیکی بابت نیلسن صاحب امرکائی نے اپنی کتاب مسمی بکاز
اینڈ کیورآف انفدا کے باب ۴ میں چین کی تواریخ سے حوالہ دیا
ہے جو قریب اسی وقت کے ہے کہ سورج اتنا دیر ٹھہررہا کہ دن
دوچند ہوگیا اورپھر مسیح کی صلیب کے وقت کی تاریکی کا بیان
باب ۱۷ میں غیروں کے بیان سے لکھا جو وقت معینہ کے
مطابق ہے بھاگوت پرآن کی ٹیکا اور مہابھارت میں لکھا ہے کہ
ودہن ما بی راکشش کے رتھ کے جب سورج نے اپنے تیج سے
جلادیا توشب جی نے جنکا وہ شیوک تھا سورج کو معہ اُس کی
رتھ کے کاشی میں دے مارا جس موقع پر ایمانے کو اجتک
لولارک کہتے ہیں اوریہ واقع ویسی ہی تاریکی پیدا کرسکتا ہے جو
مسیح کے صلیب کے وقت ہوئی تھی۔ پھر مہاتم بھاگوت میں
لکھا ہے کہ گوکرن رکھی نے اپنے بھائی دھندکاری کی گتی کے
واسطے سورج کو ٹھہرارکھا اوریہ بات یوشع بن نون کے سورج
کھڑاکرنیکا خرابہ بھی یہی ہوسکتا ہے اوراشعیا بن عاموص کے
دن درجہ ہٹانیکا بھی۔ ہندوؤں اورچینیوں کی تواریخ مبنی پر
ہرروایات وخیالات تشریح اپنے مذہب کی ہے اوروقت اس
کا درست درست ملنا مشکل ہے بجز اس کے جوحوالجات
باہمی اوراصلاح زبا ن حسب تقاضاوقت سے پیداہوسکے
چنانچہ دانیان فرنگ نے جب قدامت کتب دنیا میں غوراور
تحقیقات کی ہے توحوالوں اوراصلاح حروف واصطلاحات
زمانوں پر غورکرکے یہی نتیجہ نکالا ہے کہ موسیٰ کی تورات سے
کوئی کتاب پہلے نہیں لکھی گئی اورازانجا کہ اصول ہنود اکثر
ہمہ اوست کا ہے توبیشک ظاہر ہے کہ سورج کے متعلق
باکوئی معجزہ اُن کا نجرقصہ روایتی کے نہیں ہوسکتا
اورروایت اشارہ کرتی ہے کہ طرف کسی واقع کی جس کا علاقہ

ہم نے بیان کیا ہے یوسیع بن نون اوراشعیاء بن عاموص کے
سورج کھڑا کرنے اوردس درجه ہٹانیکی بابت اورصلیب مسیح
کے وقت تاریك ہونیکے مطابق توحوالجات غیروں کی
تحریرات قریب وقت سے بہت مل سکتی ہے مگر کمال
تعجب یه ہے که شق قمر کی بابت غیر تو ایك طرف خود
پیروان محمدی سے کسی ہمعصر نے ایك اشاره تك کچھ نہیں
لکھا اوراگر لکھا ہو تو مدعی پیش کرے اورکیا مترصد نه تھاکه
اگریه امر وقوعی ہوتا کوئی بھی کچھ بھی اس امر نه لکھتا۔ ہاں اگر
بادل کی دتاریوں سے قمر شق ہوا لکھا ہے توکسی تواریخ کا
حواله ضرور نہیں کیونکه ایسے واقعات قابل تحریر نہیں جو
صاحب لفظ جاد پر اس قدر زورماتے ہیں که خواه نخواه
بوسیله اسکے شق قمر کو معجزه ثابت کریں نہایت بھولتے ہیں
اسلئے که قرآن میں عین خبرقیامت کو لوگوں نے جادو کہا
ہے پس یه لفظ بھی تائید کرتا ہے اس امر کی یه ذکر نشان قیامت
کی خبر کا ہے اورنه معجزه واقعی کا جیساکه سوره ہود میں
لکھا ہے که اوراگر کہے که تم اٹھوگے مرنیکے بعد توالبته کہنے
لگیں که کافریه کچھ نہیں مگر جادوہے صریح۔ ایسا ہی سوره
انعام میں کاغذ پر لکھی آیت کو لوگوں نے جادو کہا جیساکه
لکھا ہے که یعنی اگر اُتاریں ہم اُن پر لکھا ہوا کاغذ پھر ٹٹول لیں
اس کو اپنے ہاتھ سے البته کہینگے منکریه کچھ نہیں مگر جادوہے
صریح۔

دفعه ۹۔ خلاصه قرآن میں توبجائے معجزه کے سراسر
اس کی مخالفت ہی لکھی ہے بدیں وجه که جب جدید تعلیم
ہی کوئی نہیں توجدید معجزه کی بھی حاجت نہیں جو معقول
بات ہے اورپھرکه جب قدیم تعلیمات انبیاء سلف کی معه
پہلے انبیاء کے معجزوں کے جھٹلائے گئے تواورکونسا معجزه
ہے جو جھٹلایا نه جاسکے سو بھی درست ہے اورپھریه که ایمان
نجات بخش منحصر معجزات نہیں اوریه بات بھی کسی درجه
تك صحیح ہے مگر احادیث میں جو تیسری پشت اوردوسری
صدی میں صرف غرض منذان سے سنی اور لکھی گئی بہت
سے معجزے لکھے گئے ہیں جو اطیعواالله واطیعوالرسول سے بھی
بڑھگئے ہیں۔ ان میں سے اب ہم صرف خبرتارحجاز وقتال
اتراك یا خلیفه بغداد پر توجه کرینگے کیونکه انہیں کا بیان کچھ

علاقه مابعد قلمبندی احادیث سے بیان ہوا ہے باقی بطوروقایع ماقبل کے سراسر جن پر لکھنا کچھ ضرور نہیں۔

دفعه ۱۰۔ حبرنارحجازمیں اگرملک حجازآتشبازنه ہوتا جس کو انگریزی میں ولمنگ کہتے ہیں توایسی خبر حقیقت میں تعجب کی تھی۔ لیکن جبکه ماده اس آگ کا جس کو انگریزی میں لاوا کہتے ہیں جوٹھنڈا کرنیکه موافق ہوجاتا ہے موجوده گواہی اس امر کی ہے که ملک حجازوالکنک ہی توکیا ایک ادنیٰ حکیم واقف ایسے حالات کا ایسی خبرنہیں دے سکتا ناواقفوکی نظرمیں یه خبرتعجب کی ہوگی مگر دانا کی نظرمیں محض دانائی انسانی کی ہے۔ میجر برٹن صاحب بہادر جوبقالب محمد یان عرب میں پھرتا رہا ہے اپنی کتاب سیرعرب میں اس آتش کےلاوا کو قریب تین میل کے اندراندر بیان کرتا ہے تویه واقع خیراورشرح قطلانی وجمال متاری کو سراسر مبالغه ظاہرکرتا ہے۔

دفعه ۱۱۔ قتال اتراک یاخلیفه بغداد کی خبرمیں بھی اول سوال یه ہےکه خط بغداد سرسبز ومرکز ممالک دیکھ کر محمد صاحب نے ایک دارالخلافه محمد یه نہیں بنانے چاہا تھا جس کی مراد براری کے لئے اس کے پیروحتی الوسع اماده ہی تھے دویم کیا ترکان کی یمعامے سنگدل اورذرا جمہورکشمیر ہونے پر داراالخلافه مرکوز اُن کا آمابع متصورنه ہوتا تھا سیوم کیا محصور ہمیشه کچھ صلح اور کچھ جنگ اورکچھ گریزی پرآماده نہیں ہوا کرتے اورجب غنیم ترکان سمرقندی جیسا لٹیرا اوربے رحم ہوجن میں تیموراورچنگیزخان جیسے قتاح پیداہوئے توسب یااکثر محصور مارے ہی نہیں جایا کرتے خلاصه وہم کا توکچھ علاج ہے نہیں مگرمحقق ایسی دانائی کی خبران کو الہامی نہیں مان سکتے جو حساب عقلی میں آسکتی ہیں۔

دفعه ۱۲۔ ترقی دین محمدی کی البته ایک بڑے تعجب کیسی بات ہے لیکن جبکه قرآن کو دعویٰ ایجادیت کسی تعلیم کا مطلق نہیں اوردوستوں کے واسطے بے نکاح دشمنوں کی جوروں اوربیٹیاں حلال ہوں اوردشمنوں کو جان کا بھی دھوکا ہو اورپھر خیالات عقبی بھی نفسانی ہوں توایسی ترقی کے مخالف کونسی بات ہے بجز اجازت الہیٰ کے جوبھی برائے امتحان وتنبیه انسان کے موجود تھے۔ سوره احزاب میں

لکھا ہے کہ یعنی اورتم کو ملائی اُن کی زمین اوراُن کے گھر اوران کے مال اورایک اورزمین جس پرنہیں پھرے تم نے اپنے قدم (لفظ مال میں عورات بھی داخل ہیں جیساکہ اسی سورہ میں ہے کہ یعنی اے نبی ہم نے حلال رکھیں تجھ کو تیری عورتیں جن کا مہر تودیجئے گا اورجو مال ہوتیرے ہاتھ کا (یعنی زرخرید) جوہاتھ لگادے تجھ کو اللہ اپنے غنیمت میں اورتیرے چچا اور پھوپھیوں اورماموں اورخالاوں کی بیٹیاں جنہونںے وطن چھوڑا تیرے ساتھ اورجو منه بخشے اپنی جان نبی کو بشرطیکه نبی بھی نکاح کرے یه خالص اذن ہے تیرے لئے (لفظ خالص کا اسلئے استعمال ہوا ہے کہ سورہ نساء میں دوسرے مومنوں کو چار عورات اور لونڈیوں لاتعداد سے زیادہ اجازت نہیں اوریه بھی لکھاہےکہ عورات کو تعداد چار تک بھی جائز جب اُن کو برابر رکھ سکو اورلکھا ہے کہ ہرگز برابر نہ رکھ سکوگے۔ پس نتیجه یه ہوا کہ منکوحہ ایک ہی اورلونڈیاں لاتعداد)سورہ نساء میں بھی یه لکھاہےکہ یعنی مرد حاکم ہیں عورتوں پر اس واسطے کہ بڑائی دی اللہ نے ایک کوایک پر اوراس واسطے کہ خرچ کئے اُنہوں نے اپنے مال۔

اورسورہ بقر میں عورتوں کوکھیتی سے تشبیه دی ہے جس سے ثمرہ ہی لینا مراد ہے پس زمین کی مانند ہی ہوئیں(جیسا کہ لکھاہے کہ عورتیں تمہاری کھیتی ہیں تمہاری سوجاؤ اپنی کھیتی میں جہاں سے چاہو)سورہ توبه میں لکھاہے کہ یعنی قسمیں کھاتے ہیں اللہ کی ہم نے ہیں کہا اوربیشک کہا ہے لفظ کفر کا اورمنکر ہوگئے بعد مسلمان ہونیکے اورفکر کیا تھا جونملا اوریه سب کرتے ہیں بدله اس کا کہ دولتمند کردیا اللہ نے اوراسکے رسول نے اپنے فضل سے سواگرتوبه کریں توبھلا ہے ہی نہیں تومار دیگا اللہ اُن کو دکھ کی مارپھر سورہ احزاب میں لکھاہےکہ جب جاتا رہے وقت ڈرکا چڑھ چن بولیں تم پر تیز تیززبانوں سے ڈھوکے پڑتے ہیں مال پر۔ سورہ فتح میں ایسا لکھاہےکہ غنیمتوں کے واسطے منافق تیار ہوجاتے ہیں اور لڑائی کے واسطے نہیں اوروعدوں بہت غنیمتوں آئیندہ کا بھی ذکر ہے۔سورہ انفال میں لکھاہے کہ یعنی اورجان رکھو کہ جو غنیمت لاؤ کچھ چیز سوا اللہ کا ہے اس میں پانچواں حصه یعنی ۴/۵ غازیوں کا ہے اور ۱/۵ خدا اوررسول کا ۔پھر اسی سورہ انفال میں ہے کہ اے نبی کہه دے کہ ان کو جو

تمہارے ہاتھ میں قیدی ہیں اگرجانیگا اورتمہارے دل میں
کچھ نیکی تودیگا تم کو بہتراس سے جو تم سے چھن گیا اور
بخشیگا۔ سورہ حشر میں لکھا ہے کہ یعنی اُن کی لڑائی آپس میں
سخت ہے توجانے وہ اکٹھے ہیں اوراُن کے دل پھوٹ رہے ہیں
اس لئیء کہ وہ لوگ بے عقل ہیں۔ سورہ حجرات میں
لکھا ہے کہ یعنی اگر دوفرقے مسلمانوں کے آپس میں لڑ پڑیں
تواُن میں ملا پ کر ادو پھر اگرچڑھ جائے ایک اُن میں
دوسرے پر تو سب لڑو اُس چڑہائی والے جب تک پھر آئے
اللہ کے حکم پر۔ یہاں پر غورکرنا چاہیے کہ جب عرب جیسے
ملک میں اس دین کے ابتدا ہوجانیکے بادیہ نشین آپس میں
لوٹ مارکا شیورکھتے تھے اورشتہ کینہ کے سبب کبھی اتفاق سے
گذران نہیں کرسکتے توبنی عرب جیسا دانا سپہ سالا رکیونکر
فتح نہ پاتا جو مخالفوں کی نااتفاقی اوراپنے لوگوں کے اتفاق کی
تدابیر میں سرگرم اور تیز ہوش تھا اورجب عرب کے
خوکردونکو دعوت ایسے دین کی ہوکہ اُن کو لوٹ کی جوروں تک
حلال ہے اورآگے عاقبت میں بھی شراب وکباب وحوریں
وغلمان الخواہ ملینگے توکیا ایک دم چھوٹا سا لشکر نہ تیار

ہوجائے گا۔ جو توڑپھاڑایسے ملک کے واسطے کافی سامان ہو
جیسے قزاق جو شروع دوہی چار سے کرتے اورپھر رفتہ رفتہ
بادشاہت کے وارث ہوجاتے ہیں۔ لڑا یوں سے فراغت کی
حالت میں بہشت کے مشغولے سنو۔ سورہ صادر میں ہے
کہ بہشتیوں کے پاس عورتیں ہیں نیچی نگاہ والیاں ایک عمر
کی۔ سورہ رحمان میں ہے کہ یعنی عورتیں نیچی نگاہ والیاں
نہیں بیاہااُن کو کسی آدمی نے ان سے پہلے اورنہ کسی جن
نے۔ پھر سورہ واقعہ میں ہے کہ یعنی بیٹھے ہیں (بہشت میں)
پلنگوں پر سونے سے بنے تکئے والے ایک دوسرے کے سامنے
لئے پھرتے ہیں اُن پاس لڑکے سدارہینے والے انجورے اور
ٹھٹھیاں اورپیالے نتری شراب کے سر نہ دکھی جس سے نہ بکنا
لگے اورمیوہ جونسا چن لیں اورگوشت اڑتے جانوروں کا جس
قسم کا جی چاہے اورگوریاں بڑی آنکھوں والیاں کئی برابر لپیٹے
موتی کے ۔ جن کو ہم نے اٹھایا ہے ایک اٹھان پھر کیا ان کو
کنواریاں پیارد دلا بناں ایک خاص عمر کی۔ سورہ یسین میں
لکھا ہے کہ " بہت میں ہی جومانلگ لیں۔ اب فرمائیے کہ
نفسانیت کواس سے بڑی کیا ترغیب ہوگی جورضاالہیٰ سے

ناواقف مطلق ہے اوراُس خوشی کو نہیں دیکھتے جوخدائے واحد سے آتی ہے جوآپ میں خوشی کامل رکھتا ہے اورمحتاج جورووغیرہ کانہیں۔

دفعہ ۱۳۔ اگرہم فرض بھی کرلیں کہ معجزات ہوئے تب بھی الہام کے ثبوت کے لئے یہی کافی نہیں کہ معجزات ہی ہوں بلکہ یہ بھی ضروری ہے کہ تعلیم بھی پاک ہو یعنی کسی صفت الہیٰ نقیض مکرے کیونکہ معجزے بدوں توتعلیم معقول بھی ہوسکتی ہے مگر تعلیم پاک بدوں معجزہ صرف ایمان ہی ہی دیا محض تعجب مگرنہ تصدیق تعلیم۔ اب جس قرآن میں ایسی ایسی تعلیمات ہیں کہ عورتوں کی منزلت غلام اورمال کی ہی جو خریدسکیں اورلوٹ میں مل سکیں اورپھر جب چاہو اُن کو جوطلاق دیدو اورجبراً لوگوں کو محمدی کرتو تویہ اخس خالق کی تونہیں معلوم ہوتی جوبانئی اخلاق انسانوں کا ہے جنہیں لکھا ہے کہ جواپنے لئے پسند نہیں کرتے دوسروں کے لئے بھی پسند نہ کرو۔ عورات بیچاری اس دین میں ایسی بے نصیب ہیں کہ اُن کا نہ دنیا میں کچھ چارہ ہے نہ عاقبت میں مرچاہیں جتنی جورواں یہاں کرلیں اورجتنی چاہیں بہشت میں مگر ان کو گویا نہ دل یہاں بخشا گیا ہے اورن ہی وہاں۔ سورہ بقرہ کی ۲۳۰ آیت میں لکھاہے جُنَاحَ عَلَيْكُمْ إِن طَلَّقْتُمُ النِّسَاء " یعنی گناہ نہیں تم پر اگر طلاق دوعورتوں کو اگرہاتھ لگایا ہوتوسارا مہر دیدو ورنہ نصف یا وہ عورتیں معاف کریں یاجنکے ہاتھ گروہ ہے نکاح کی۔ غرض یہ کہ جہان بھی جسمانیت سے اس دین میں بھرا ہے اور جہاں بھی بہشت بھی اس دین کا امتحان گاہ ہے کہ جہاں گوشت کے واسطے جانورذبح ہوتے رہتے ہیں اورعورتوں کی ہوس پوری نہیں ہوتی جن کے واسطے دلخواہ جوڑوں کا ذکر قرآن میں نہیں مگر ان کو غزااہل عرب کی کرکے بیان کیا ہے۔

دفعہ ۱۴۔ ہم اس دین کی تعلیمات ذیل پر اعتراض کرتے ہیں اگران کے جواب باجواب مل جائیں توراقم اعتراض پیش نہ کرے گا۔ یعنی اول یہ کہ جبکہ قرآن میں لکھا ہے کہ (سورہ بقرہ میں)کہ جولوگ مسلمان ہوئے یا یہود یا نصارا یا صائبین جویقین لائے اللہ پر اورپچھلے دن پر اورکام کئے نیک تونہ ان کو ڈرہے اورنہ وہ غم کھائیں اورسورہ انعام کی آیت ۱۶۰ میں لکھاہے کہ مَن جَاءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهُ عَشْرُ أَمْثَالِهَا وَمَن جَاءَ بِالسَّيِّئَةِ فَلاَ

يُجْزَى إِلاَّ مِثْلَهَا يعنی جو کوئی لایا نیکی اسکو ہے دس برابر
اورجولایا برائی سوسزا پائے گا اُتنی ہی اورسورہ ہود کی آیت
۱۱۴ میں لکھا ہے إِنَّ الْحَسَنَاتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّئَاتِ یعنی البتہ
نیکیاں دورکرتی ہیں پراُن کوتو سوال یہ ہے کہ عدل کا بیحد
تقاضا کیونکرپورا ہوا کیونکہ عدل یہ چاہتا ہے کہ جو قرض ہے
قرضدار خود ادا کرے یا دوسرے سے ادا کرادے اوراس راہ
میں نہ بھرا گیا اورنہ بھرایا گیا اگر کہو کہ رحم عدل پر غالب
آتا ہے توچاہیے کہ رحم تقاضا عدل کوپوراکرکے غالب آئے اور
نہ مٹا کے اس واسطے کہ نہیں تو تھوڑا نقص ساری خدائی کا
مٹادیگا کیونکہ جوناقص ہے سو خدا نہیں کرسکتا۔ مظہر الہیٰ
مسیح نے اپنی انسانیت پر یہ بارگناہ دوسروں کا اٹھایا ہے
اوراس کی الوہیت نے اُس کی انسانیت پر اٹھوایا یوں
لاانتہاسزا اس لاابتدا اورلاانتہا ذات کے سامنے ختم ہوئے
اوراسی مسئلہ کا قرآن کو انکار ہے جوسب سے مقدم اورکام
کا ہے توپھر تابعین مسیح سے وہ کیسا ہوا غرضکہ یہ راہ قرآن کی
صریح ناقص ہے اوراس کا نقص مٹانا محمدیوں کے ذمہ ہے اگر
وہ بقول قرآن تابعین عیسیٰ سے ہیں ۔ دوئم قرآن جبرو فریب

دنیاوی کووسیلہ ایمان کی طرح خاسکتا ہے جبکہ امتحانگاہ دنیا
میں ایمان وہی صادق ہے جوبخوشی وعلم امتحان دہ کہ ہو
جیسا کہ لکھا ہے کہ جو محمدی نہ ہواسے مارڈالو۔ اورتعجب یہ
ہے کہ قرآن جبر کے اقرار کو توجائز امربناتا ہے مگرجبر کے
انکار جائز نہیں سمجھتا جیساکہ سورہ نحل میں لکھا ہے کہ
خوف جان سے خدا کا زبانی انکارکرلینا گناہ نہیں حالانکہ خوف
پرستی کسی حالت میں خدا پرستی نہیں بجز خوف خدا کے
اورقادروقدوس کی ایسی تعلیم نہیں سکتا کہ حالت خوف میں
میرا انکار جائز ہے جیساکہ سورہ نحل کی آیت ۱۰۶ میں لکھا ہے
مَن كَفَرَ بِاللّهِ مِن بَعْدِ إيمَانِهِ إِلاَّ مَنْ یعنی قرآن میں خاص کر
عورات اوردوسری اقوام کی غلامی جائز ہے جو اخلاق حسنہ
سے بعید ہے جیسا کہ پہلے بیان ہوچکا ہے۔ چہارم جبکہ سور
آل عمران کی آیت ۱۵۴ میں لکھاقُولُونَ هَل لَّنَا مِنَ الأَمْرِ مِن
شَيْءٍ قُلْ إِنَّ الأَمْرَ كُلَّهُ لِلَّهِ یعنی کہتے تھے کہ کچھ بھی کام ہے
ہمارے ہاتھ تو کہہ سب کام میں اللہ کے ہاتھ پھر سورہ ہود
کی آیت ۱۱۹میں لکھا كَلِمَةُ رَبِّكَ لأَمْلأنَّ جَهَنَّمَ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ
یعنی پورا ہوا لفظ تیرے رب کا البتہ بھرونگا دوزخ جنوں

اورانسانوں سے۔ سوائے خدا کے کس کو رہا اوربدی کا بانی سوائے خدا کے کون ہوا اوریہ باطل ہے۔

پنجم جبکہ سورہ کہف میں لکھا ہے کہ ذوالقرنین نے سورج کودلدل کی ندی میں غروب ہوتے دیکھا اورایک دیوار روک یا جوج وماجوج کے آنیکے واسطے قیامت تک کے لئے بنادی ہے جیسا کہ سورہ انبیاء میں لکھا ہے کہ ہم نے رکھے زمین میں بوجھ کہ کہیں جھك نہ پڑے جیسا کہ لکھا ہے کہ " توہم پوچھتے ہیں کہ یہ کونسے زمانے کے اصطلاحات میں ثابت کروورنہ علم ہیت وجغرافیہ سے مواقفت کراؤ۔

ششم۔ جبکہ سورہ طورمیں لکھا ہے کہ والطور کتب المسطورالخ یعنی قسم ہے طور کی اورلکھی کتاب کی کشادہ ورق میں اورآبادگھر کی اوراونچی چھت اوراملتے دریا کی بیشك عذاب تیرے ربکا ہوتا ہے توسوال ہے کہ مخلوق کی قسم کھانے سے خدا تعالیٰ کی کونسا یقین اپنے کلام کا زیادہ کرسکتا ہے جبکہ مخلوق کے نقصان ہونے سے خدا کا کچھ نقصان نہیں ہوسکتا اورنہ مخلوق کے نقصان کرنے سے کچھ نقصان خدا کا ہوسکتا ہے اورمطلب قسم کا یہی ہے کہ اگر قسم کھانے والی بات پوری نہ ہو تو قسم کی مارا سے پڑے۔ اصلیت تویہی ہے کہ ایسے ہی قافیہ بندیوں کو غلط فہموں نے فصاحت وبلاغت قراردیدیا ہے جو صرف قافیہ بندی ہی میں بس۔

دفعہ ۱۵۔ الزامی جواب راقم پر کارگرنہ ہونگے اسلیئے کہ اصول راقم یہی ہے کہ ہوتوحق کامل ہو یا جس میں حفاظت اخری زیادہ ہو ورنہ تلاش میں مرنا بہتر ہے بہ نسبت بطلان میں پڑنیکے ۔بہر کیف اعتقاد وراقم بائبل مروجہ پر ہے سوا اس میں الزام کی راہ کج فہموت ہی کے واسطے ہے اگرہے اورنہ راست فہموں کیلئے ۔ وہ جو کہتے ہیں کہ مسئلہ جہاد کا تورات میں بھی ویسا ہی ہے جیسا قرآن میں ہے مہربانی کرکے دکھلادیں کہ تورات میں بھی کہیں یہ شرط ہے کہ جوایمان لائے وہ امان پاجاوے جیسا کہ قرآن میں لکھا ہی نہیں توظاہر ہے کہ تورات میں بے ایمانوں کے واسطے بمنزلت وبا کے تلوارکا حکم ہے اورنہ بمنزلت اسباب ایمان کے۔ دوئم وہ

[7] میں نے سنا ہے کہ ایک صاحب فرماتے ہیں کہ ذوالقرنین نے سورج کو دلدل کی ندی میں غروب ہوتے دیکھا نقل کے بطور لکھا ہے کہ اورنہ تصدیق کی اوریہ خیال ذوالفقرنین کا ہے نہ قرآن کا مگریہ شرح اس آیت سے فروغ نہیں آئی۔

جو کہتے ہیں کہ تعدد نکاح ازدواج وطلاق وغلامی تورات میں
بھی ویسی ہے جیسے قرآن میں ہے مہربانی کرکے ایسی آیت
تورات سے دکھلادیں کہ شریعت تورات غیر متبدل وایمار ہنے
والی ہے ورنہ مان لیں کہ وہ صرف خاکہ تصویر مسیح کی آئندہ
کی تھی لہذا جس قدر تصویر بمقابلہ اصل کے ناقص ہوتی ہے
اسی قدر رعایت ایام جہل اس میں جائز تصور کرنی
چاہیے۔موسیٰ کی کتاب میں صاف صاف لکھا ہے کہ جب وہ
نبی جو میری مانند درمیانی ہوگا آئے تب اُس کی سنو اوراگر وہ
نبی وہی کچھ کہتے آئے جوموسی کہہ گیا تھا توآنا اس کا عبث
محض تھا کیونکہ وہ تو موجود ہی تھا جو کچھ وہ کہنے آیا یہاں
سے ظاہر ہے کہ موسیٰ نے دائمی غیر متبدل شریعت نہیں
دی اوراس واسطے ساری تورات میں ایک لفظ تک دوزخ یا
بہشت کا نہیں اورسارا زوراس کارسمیانی اورقضاتی شریعت پر
ہے تاکہ ثابت کرے کہ ہر دور شریعات میسح میں کامل
ہوسکتی ہے جواصل اُن کی ہے اورنہ موسوی کتاب میں جو
صرف تصویر کی طرح ناقص ہے۔ میں عرض کرتاہوں کہ
تورات کا الف سے لے کر یے تک یہی حاصل ہے کہ وہ ساری

بجھوتی کی طرح پر لکھی ہے جیسا کہ شروع میں نقشہ پیدائش
یہ ڈالا گیا ہے کہ خدا نے چھ زمانوں میں مقدومین دنیا کو
پیدا کیا اورساتویں دن کا رخلقت جدید سے آرام فرمایا اب چھ
کا عدد تکرارتثلیث کا ہے اورتکرارنشان تاکید ہے جس کے آگے
سکوت ہی ہے ۔اسی لئے سبت اس تختے کے اخیر احکام میں
رکھا گیا جو فرائض خدا کے ہیں تاکہ محبت الہیٰ کا ختم سبت
یعنی مسیح کے ماننے میں ظاہر ہو اب دانیال کے ۹باب میں
ہم دیکھتے ہیں کہ جیسا کارخلقت کے واسطے خدا نہ ہفتہ لیا
ویسا ہی کارنجات کے واسطے مسیح نے بھی ہفتہ ہی لیا اور
کلیسیوں کے خط کے ۲باب میں رازظاہر کیا گیا کہ مسیح میں
نہ سبت ہیں نہ نئے چاند اورنہ عیدیں کیونکہ یہ صرف سایہ
تھے اورمسیح اُن کا وجود اور معقولیت ہے حکم سبت کے
ظاہر ہوئے کیونکہ سبت کے معانی تونہیں ہوسکتے تھے کہ
چھ دن شیطان کے کا کرو اورایک خدا کی عبادت بعداُس کے
قصہ درخت شناخت نیک وبد یعنی شریعت کا ہے اوردرخت
حیات کا درخت شریعت دیکھنے میں مقبول لکھا ہے اور
درخت حیات نامقبول سا اسی طرح موسیٰ شریعت مجسم کا

شاندار لکھا ہے اوریوشع بن نون کو جو ہم نام مسیح کا تھا ایک تابعدار چاکر اور انجام ہر ودنشانوں کا پیدا ہوتا ہے کہ درخت شریعت نہیں بلکہ درخت حیات اورموسیٰ نہیں بلکہ یوشع مراد کو پہنچاتے ہیں کیونکہ نجات مسیح سے ہے اور نہ شریعت سے بعد اس کے قصہ پیدائش حوا کا لکھا ہے کہ آدم کو سلا کر اُس کی پسلی سے بنایا جیسا مسیح کو بھی صلیب پر سلا کر کلیسیائی جڑ قائم ہوئی گواہی لہو اورپانی سے جو اُس کی پسلی سے نکلا ۔ غرض کہ کل توارت کا حال یہی ہے عقلمند جانتے ہیں کہ خدا تعالیٰ تھوڑا سا گوشت ایزاد کرکے بچھتا یا نہ تھا کہ حکم ختنہ کے وسیلے اپنی غلطی کو اصلاح دیتا ہے اورجانوروں کی قربانی انسان کے گناہ نہیں مٹاسکتی ہے جن سے توارت بھری ہوئی ہے یہ سبب ہے کہ توارت کی یہ باتیں رجوع یہ انجیل ہی کرتی ہے جس میں لکھا ہے کہ اپنے ہمسایہ کو ایسا پیار کر جیسا آپ کو اوراسی حکم پر روز رکھا گیا ہے کیونکہ تاریکی کا وقت چلا گیا اورپھوپھٹ آئی ہیں۔ بعض اصحاب جوفریاد کرتے ہیں کہ بائبل میں بھی ایسا ہی ہے لکھا ہے کہ کچھ نصیب کیا گیا ہے اورکسی کو کچھ میں کہتا ہوں کہ میری بائبل میں کہیں بدیوں کا بانی خدا نہیں لکھا البتہ یہ لکھا ہے کہ ایک طرف عزت کا اوردوسرا بے عزتی کا بنایا گیا ہے مگر بربادی کے واسطے کوئی نہیں بنایا کیونکہ کمی بیشی اسباب امتحان پر اعتراض نہیں ہوسکتا مگر نام امتحان کا رکھ کر جرو فریب کا کرنا صریح نقیض ہے۔

۱۸۷۳ عیسوی